اخبار نور افشاں لودیانہ

آفتاب صداقت

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

نمبر (۳۵) | مطبوعہ ۲ ستمبر ۱۸۹۸ء بروز جمعہ | جلد (۲۶)

ایڈیٹوریل نوٹس

کریٹی سزم

ہمارا یہہ ارادہ نہیں کہ ہم اس مضمون پر کوئی مطول آرٹیکل لکھیں یا ایک اسئے (Essay) پیش کریں۔ ہمارا صرف یہہ مطلب ہے کہ ہم ان چند سطور میں یہہ دکھائیں کہ نکتہ چینی کس قسم کی ہونی چاہئے تاکہ نہ تو اُس شخص کا دل مجروح ہو جس پر نکتہ چینی کے تیر چلائے جاتے ہیں اور نہ اُن لوگوں کی طبیعت منغص ہو جو عام طور پر نکتہ چینی کے ریمارک کو پڑھتے ہیں۔ ہماری دانست میں کریٹی سزم اور نکتہ چینی کا ایک ایسا طریقہ بھی ہے کہ وہ شخص جس کے کلام کی یا کام کی نکتہ چینی کی جاتی ہیں وہ مخالفانہ حملوں میں اپنے نکتہ چین کی نیک نیتی اور سچی ہمدردی کو محسوس کرے اور عبارت کے ایک ایک لفظ کو تبسم سے پڑھے اور شکرگذاری سے قبول کرے۔ اُس کے دل پر ایک ایک لفظ یہہ نقش کرجائے کہ میرا نکتہ چین گو بظاہر مخالفانہ پہلو اختیار کئے ہے مگر فی الحقیقت اُس کے دل میں میری اصلاح اور درستی کی نیک نیتی جوش زن ہے جسنے اُس کے مزاج کی ظاہری سطح پر حرف گیری کے بلبلے پیدا کر رکھے ہیں۔ اور وہ اِس خیال سے ایسا مغلوب بلکہ اِس خیال پر ایسا تصدق ہو کہ بجائے اُن عیب گیری اور تمسخر کے ریمارکس کو پڑھکر بے چین ہونے اور تُرکی بہ تُرکی جواب دینے پر آمادہ ہوجانے کے اپنے دل میں نکتہ چین کی محبت کا قائل ہو کر اُس کی صحبت اور ملاقات کا زیادہ مشتاق ہو۔

آج کل نور افشاں بلکہ تمام اخباروں میں مختلف مضامین۔ مختلف طریقوں اور مختلف رسوم پر نکتہ چینیاں ہورہی ہیں۔ زمانہ شاید کچھ تبدیلیاں طلب کرتا ہے اور اِن کی ضرورت کو ظاہر کرنے کے لئے مختلف اشخاص اپنے قلم کو کام میں لاتے ہیں اور لائیں گے اور لانا چاہئے۔ مگر اتنا خیال رہے کہ ہم اپنے قلم کو ایسی صورت میں استعمال کریں کہ وہ مرغبازی کا تماشہ نہ بنے ایسی تحریر سے کسی طرف کو کچھ فائدہ نہیں پہنچتا۔

نور افشاں یہہ سمجھ کر۔ کہ مجھے کسی شخص یا سیکٹ (Sect) کی خصوصیت سے طرفداری اور رعائت کرنا واجب نہیں۔ ہر شخص کے خیالات کو بے کم و کاست اپنے کالموں کے حوالہ کردیتا ہے کوئی شخص یہہ نہ سمجھے کہ نور افشاں فلاں شخص کے خیالات سے اتفاق کرتا ہے اور اِس لئے اُس نے فلاں مضمون کو اپنے کالموں میں شائع کیا۔ ہرگز نہیں۔ نور افشاں کو بعض اوقات بعض مضامین کو اپنی مرضی اور خوشی کے برخلاف شائع کرنا پڑتا ہے تاکہ وہ طرفداری کے الزام سے بری رہے۔

پیارے نکتہ چینو۔ محبت اور پیار سے بھری ہوئی نکتہ چینی نہایت عمدہ اور فائدہ رساں شے ہے۔

نُورافشاںؔ

پادری۔ اے۔ ایچ۔ یونگ صاحب۔ ایم۔ اے۔ ایڈیٹر
پادری۔ ایچ۔ گولکناتھ صاحب، پادری غلام مسیح صاحب } ایسوشیئیٹ
پادری طالب الدین صاحب۔ بی۔ اے۔ پادری پی سی اوپل صاحب } ایڈیٹرز

مسیحیت ہندوستان کا آیندہ مذہب

مسٹر پرتاب چندر مظم دار Mozumdar صاحب (برہمو لیڈر) کا ایک آرٹیکل بعنوان "مسیحی مذہب ہندوستان کا آیندہ مذہب" اخبار "نیوورلڈ آف امریکہ" میں شائع ہوا۔ جس کے چند مقامات اخبار "کرسچن ہرلڈ" نے اپنے کالموں میں نقل کئے ہیں ہم اُن کا ترجمہ ہدیۂ ناظرین کرتے ہیں تا کہ معلوم ہو جائے کہ ایسے مشہور فصیح اور بلیغ لکچرار اور دنیا کے سیاح کی مسیح اور مسیح کے مذہب کی نسبت کیا رائے ہے۔ ہم نے ترجمہ میں لفظوں کی نسبت مطلب کا زیادہ خیال رکھا ہے خطوط وحدانی کے الفاظ ہمارے ہیں۔ صاحب موصوف فرماتے ہیں "ہر ملک دوست ہندوستانی ضرور سوچتا ہوگا کہ آیندہ زمانہ میں میرے ملک کا کون سا مذہب ہوگا۔ اِس ملک میں دو بڑے بڑے مذہب ایک دوسرے کے مقابل صف آرا ہیں۔ ہندو مذہب۔ جس میں فلاسفی کے متفرق طریقے جو تمام اشیار اور ہر قسم کے خیالات اور حالتوں اور انجاموں کو حل کرنیکا دعویٰ کرتے ہیں۔ جس میں اوتار اور دلچسپ علامتیں۔ متبرک کہانیاں اور تصوفانہ نظم پائی جاتی ہے۔ جو قدیم ہونیکا دعویٰ رکھتا ہے جسمیں ذاتوں کا امتیاز اور خوبصورت روایات موجود ہیں۔ ہندو مذہب حقارت کی نظر سے نہیں دیکھا جا سکتا۔ لیکن مسیحی مذہب کی طرف جو ایک عجیب و غریب تاریخ اور محکم انتظامات رکھتا اور جس کے نو مریدوں کا شمار دنیا میں روز افزوں ترقی پاتا جاتا۔ جس کے اسباب و وسایل بے زوال۔ جس کے بہادر اور شہدار اور مقدسوں کی جماعت بے شمار۔ اور جس کے نیک نیت مشنریوں کا سلسلہ کبھی ٹوٹتا نہیں بلکہ اپنی اصلی تازگی کے ساتھ آج تک برابر چلا آیا ہے۔ بالکل حقارت کی نظر سے نہیں دیکھ سکتے۔ ہندو مذہب اگرچہ بظاہر مُردہ سا معلوم ہوتا لیکن مُردہ نہیں ہر ایک صدی میں وہ بار بار زندہ اور تازہ ہوتا رہا ہے۔ اور اپنی شاخیں متواتر ہر سو پھیلاتا اور اپنی جڑیں ہر طرف جماتا چلا آیا ہے جن میں سے ہر ایک نبات خود ایک نئی اور مکمل ہستی یا زندگی معلوم ہوتی ہے لیکن مسیحی مذہب کی زندگی اور تازگی اندازۂ وہم و گمان سے باہر ہے۔ دنیا کی موجودہ تہذیب اور فلسفے پر اُس کی مُہر لگی ہوئی ہے۔ یورپین اقوام کی فتوحات اُس کے جھنڈوں کو اِدھر اُدھر لئے پھرتی ہیں۔ مغربی اقوام کے درمیان قوانین تجویز کرنے والی وہی زندگی ہے اُس کا کام بھاری۔ اُس کی گذشتہ سے عظمت ظاہر ہوتی ہے۔ اُس کے عزم بلند۔ اُسکا مستقبل شک و شبہات سے آزاد۔ اُس کے وعدے ناکامی سے بری۔ اور انسانی ترقی کی قابلیت اُس میں موجود ہے۔ بہر حال اِن دونوں مذاہب یعنے ہندو دھرم اور مسیحیت کا ہے۔ پھر کیا ہندوستان یہہ امید کر سکتا ہے کہ یہہ دونوں مذہب کسی وقت ہم عقیدہ اور ہم انجام اور ہم نام ہو جائیں گے"؟

پھر صاحب موصوف ہندو مذہب کی اُس بڑی ری وائی ول (Revival) کی طرف جو ان دنوں دیکھنے میں آتی ہے اشارہ کر کے فرماتے ہیں۔ "اس سے کیا ظاہر ہوتا ہے؟ اب یہہ تو ہم بخوبی جانتے ہیں کہ غیر ممالک کی تعلیم و تاثیر کے برخلاف مخالف خیالات کا غبار روز بروز بڑھتا چلا جاتا ہے۔ اور مسیحی مذہب کی طرف زیادہ زیادہ عداوت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے اور اُس کے ساتھ یہہ شوق پیدا ہے کہ پُرانی زود اعتقادیوں اور اوہام فاسدہ پر نئے معنے چسپاں کئے جائیں اور ہر ایک نوجوان مذہبی (Ambition) ناموری کی دُھن میں اپنے تئیں پیر طریقت تصور کرتا ہے۔ لیکن ہمیں یہہ نظر نہیں آتا کہ اِن باتوں نے ہندوستان کی پُرانی دانائی اور پُرانی روحانیت کو پھر بحال کیا ہو۔ شائد ویدانت فلسفے کی تعلیمات نے نئی امداد اور قبولیت پائی ہے لیکن اِس امداد کے موثر ہونے کی وجہ اور جگہہ ہندوستان نہیں بلکہ یورپ ہے۔ سچ تو یہہ ہے کہ اگر یہہ پُرانی تعلیمات خود کسی طرح پھر اپنے خالص تصوف کے ساتھ لوٹ بھی آئیں تو تُو بھی ہماری موجودہ زندگی کے احاطے میں اپنی طبیعت کے مطابق ہوا نہ پائینگی"۔

پھر وہ مقابلے کی صورت میں فرماتے ہیں "یورپین اور مسیحی تاثیرات ہندوستان کی ہوا میں سرائت کر گئی ہیں۔ سرکار انگلشیہ نے بڑے حُسنِ انتظام سے اپنے آپ کو مذہبی معاملات سے علیحدہ رکھا اور ہر قوم کو یہہ یقین دلایا کہ سرکار کسی مذہب میں دست اندازی کرنا نہیں چاہتی۔ چنانچہ مذہبی تعلیم کو اُن لوگوں کے ہاتھ میں چھوڑا جنہوں نے اُسے ترقی دینے کا بیڑا اُٹھایا۔ اگرچہ اِس طریقے سے مشنریوں کے کام کو اِس قدر ترقی نہ ہوئی جس قدر وہ چاہتے تھے لیکن اس میں کچھ شک نہیں کہ اُس سے انگریزی انتظام کی درستی اور صحت ثابت ہو گئی اور اُسنے ہندوستان کی ہوا کو اخلاقی راستی کی خالص تاثیروں سے بھر دیا اور نیز اس سے یہہ ظاہر ہوا کہ اہل انگلستان کے ملکی انتظام کے بنیادی اصول وہی ہیں جو مسیحی مذہب کے بنیادی اصول ہیں۔ کیشب چندر سین صاحب کا یہہ قول بالکل صحیح ہے کہ "ہماری ملکہ معظمہ کے شاہی

عصا کے پیچھے یسوع مسیح کا عصا ہی جو کہ ہندوستان پر حکمران ہی۔" ہاں ایک غیر مرئی اور غیر محسوس مسیحیت کام کر رہی ہی ایسی مسیحیت جسے خود اُنہوں نے جو اُسے انگلستان کے سامنے ہند میں پھیلا رہے ہیں محسوس نہیں کیا۔ ہم ہمیشہ سے اِس بات کے قایل ہیں کہ ہندوستان میں برٹش گورنمنٹ کا عمل جاری ہونا ایک الہٰی انتظام ہی۔ اُس کی تاثیرات مسیحی تاثیرات ہیں جو ہمارے باطن تک پہنچتی ہیں اور جن کا اثر میں نہ صرف اعلیٰ مذہبی اور اخلاقی زندگی میں دیکھتا ہوں بلکہ ایجوکیشنل (تعلیمی) اور پبلک (عام) زندگی میں بھی پاتا ہوں چنانچہ میں مسیح کے مذہب کے۔ اندیکھے ہاتھ کا اثر ہندوستان کے تعلیم یافتہ لوگوں کی ملکی تدابیر میں دیکھتا ہوں اور اِن واجبی مگر نامکمل کوششوں میں مشاہدہ کرتا ہوں جو اِس لئے کی جاتی ہیں کہ ہم اپنے عام حقوق حاصل کریں۔ میں اِس ہاتھ کو اُن صفائی کے کاموں میں دیکھتا جو سرکاری ملازمت کے متعلق عمل میں آرہے ہیں۔ اور نیز اِس فرض شناسی میں ملاحظ کرتا جو اِن اعلیٰ منصبوں سے مترشح ہی جن پر ہمارے ہزاروں ہموطن مامور ہیں۔ یہی ہاتھ اِس بات میں ہویدا ہی کہ ہندوستان کی تمام قوموں کے دل اعلیٰ قسم کے علم کی طرف اُٹھائے جاتے اور اُنہیں اُن کی اصلی حالت کی صحیح شناخت بخشی جاتی ہی۔ یہی ہاتھ عورتوں کی تعلیم و تنظیم میں نظر آتا ہی کیونکہ جہاں کہیں مسیحی مذہب اپنا قدم دھرتا وہاں عورت دبے حرمتی کی قصر) سے نکلتی اور آدمی کی برابری کا رتبہ حاصل کرتی۔ وہاں علم ترقی پاتا اور ہر قسم کے لوگوں کی میراث بن جاتا ہی۔ مگر سب سے زیادہ یہہ پوشیدہ ہاتھ اِس زمانہ کی مذہبی اور سوشیل ریفارم میں نظر آتا ہی۔ گذشتہ ستّر سال کے عرصے میں بہت سی مذہبی اصلاحیں برپا ہوئیں جن میں سے برہمو سماج شاید سب سے بڑھکر تھی۔ لیکن بالعموم یہ آئین ہندو دھرم کے مُردہ نمط بے احساس حالت میں ایک حرکت پیدا ہی جو ابھی صرف تحریک سی معلوم ہوتی اور جو ممکن ہی کہ جلد اعلیٰ قسم کی زندگی اختیار کرکے اِس تذبذب سے چھوٹ جائے۔ اب جب کہ مسیحی مذہب کی یا اُن تاثیرات کا جو براہ راست ہم تک نہیں پہنچیں بلکہ خارجی وسائل سے ہم تک آئی ہیں یہہ حال ہی تو سوچنے کا مقام ہی کہ مسیحی مذہب کی وہ تاثیرات جو اُس کے لٹریچر اور اسکولوں۔ اور کلیسیاؤں۔ اور جان نثار مشنریوں سے برآمد ہوتی ہیں کیسی گہری اور بھاری ہونگی۔

اِس کے بعد وہ دکھاتے ہیں کہ مسیحی مذہب میں خداوند مسیح کو کیا رتبہ حاصل ہی۔ "مسیحی مذہب کے دعاوی پر غور کرتے وقت جو مضمون زیادہ توجہ کھینچتا وہ مسیح کی کیرکٹر (خاصیت) ہی۔ یوں تو قریب ہر ایک مذہب میں اُس کے بانی کی ذات و صفات اُس کے استحکام و پائداری کے لئے ضروری ہیں۔ لیکن مسیحی مذہب کے لئے اشد ضروری اور اُس کی وجہ یہہ ہی کہ مسیح نے اپنے پیچھے نہ کوئی ایسی کلیسیا جیسے اب پائی جاتی ہی۔ اور نہ کوئی عقیدہ جسے عقیدہ کہہ سکتے۔ نہ کوئی قانون۔ نہ کوئی پریسٹ۔ اور نہ کسی طرح عبادت کی رسم چھوڑی۔ وہ صرف اپنی اعلیٰ شخصیت اپنے پیراؤں کے لئے چھوڑ گیا۔ تاکہ اُن ہولناک تکلیفوں کے زمانے میں جو اُن پر آنے والی تھیں اُس پر تکیہ کریں قریباً دو سو برس تک قدیم عیسائیوں کا مذہب سوائے اُس کے اور کچھ نہ تھا کہ اپنے خداوند کی خصلت اور زندگی کو پیچھے لوٹ لوٹکر دیکھیں۔ اور اُس کے پھر جلال کے ساتھ آنے کی راہ تاکتے رہیں۔ افسوس کی بات ہی کہ اب کلیسیاؤں اور عقیدوں اور انتظاموں اور پریسٹوں اور رسموں کا شمار حد سے زیادہ بڑھگیا۔ اور اُن میں سے کئی ایک دوسرے کے مخالف بھی ہیں تاہم مجھے یقین ہی کہ قریباً سب کے سب اپنے بانی کی شخصی تاریخ کی یکساں قدر کرتے ہیں۔ مسیحی مذہب کا اپنی سچائی اور صداقت کے ثبوت میں بڑا دعویٰ یہی ہی کہ اُس کی بنیاد تواریخ کی چٹان پر قایم ہی۔ ہندوستانی مذہب کی نشو و نما میں جو تواریخی عنصر تھا وہ نظر انداز کر دیا گیا اِس میں ہم نہایت قاصر ہیں۔ لیکن مسیح اور مسیحیت کا حال ایسا نہیں بلکہ ہم دیکھتے ہیں کہ اِس زندگی اور خاصیت کے نقشے کے اِرد گرد جس کا بیان پہلی تین انجیلوں میں پایا جاتا ہی جو کچھ بہت با ترتیب اور مکمل نہیں اور جو کہیں کہیں بہت اعتبار کے لایق بھی نہیں۔ ہاں ہم دیکھتے ہیں کہ اُن روحانی اشاروں کے اِرد گرد جو یوحنا کی انجیل میں قلمبند ہیں عرصہ دو ہزار سال سے مسیح کی زندگی پھیل رہی ہی اور اب تک مسیحی دنیا کی روحانی ادراک کے مطابق اِس زندگی کا چشمہ سوکھا نہیں۔ مسیح اپنے مذہب کے ساتھ ساتھ زندہ اور بڑھتا چلا آیا ہی اور میری دانست میں یہہ اُس کے مُردوں میں سے جی اُٹھنے کا ایک لاجواب ثبوت ہی۔ ہاں مسیح کی روح جی اُٹھی ہی اور خدا میں ہو کر نبی آدم کے ساتھ چلی آئی ہی اور آج ہمارے ساتھ موجود ہی۔ ہاں مسیح ہمارے سامنے یوں آتا ہی کہ گویا وہی روحانی اور نیز تواریخی طور پر دو بڑے براعظموں کی جو مہذب دنیا کے اعلیٰ حصّے ہیں رُوح اور انسانیت ہی جو شخص اِس بات کا اِنکار کرتا ہی وہ حماقت کا مبتلا ہی۔"

نوٹ۔ جس روشنی نے یہاں تک ہمارے مصنّف کو پہنچایا اُس کی ہدایت سے کسی دن یہہ راز بھی کھُل جائے گا کہ اِس تاریخ کا کوئی لفظ بھی قابل اعتراض نہیں ہی۔ ایڈیٹر۔

مُراسلہ

خلوتی وجلوتی دُعاؤں کی ضرورت

اوّل خلوتی دُعا

کلام اللہ سے ثابت ہی کہ فرشتے آسمان سے آتے اور پھر آسمان کی طرف جاتے ہیں۔ جیسا کہ یعقوب نے خواب میں دیکھا۔ دیکھو پیدایش ۲۸: ۱۲-۱۵۔

سوال۔ یہہ کب آتے ہیں؟

جواب۔ جب خدا کا پاک کلام پڑھا یا سُنایا جاتا ہی۔ تب فرشتے خدا کی طرف سے آدمی کے پاس آتے ہیں اور جب ایماندار دعا کرتا ہی تو اُس وقت فرشتے دعا کو لیکر آسمان کی طرف جاتے ہیں کیونکہ فرشتے خدمت گذار روحیں ہیں جو نجات کے وارثوں کی خدمت کے لئے بھیجی جاتی ہیں (عبرانی ۱: ۱۴) وے دعا کے وقت حاضر ہوتے ہیں (۱۔ قرنتی ۱۱: ۱۰) وے ہماری بندگی فرمانبرداری کو دیکھ کے بہت خوش ہوتے ہیں (لوقا ۱۵: ۷ و ۱۰) وے گواہ کے طور سے مثل ابر کے ہمیں آگھیرتے ہیں (عبرانی ۱۲: ۱ و واعظ ۵: ۶)۔ لیکن جب ہماری بندگی میں کوئی بات وغیرہ ناجایز و نامناسب دیکھتے ہیں تو ناخوش و رنجیدہ ہوتے ہیں۔ پھر فرشتے آسمانی باپ کا منہہ دیکھتے ہیں (متی ۱۸: ۱۰) پس نہایت ضرور ہی کہ ہم دعا اور بندگی کے وقت بڑی سنجیدگی اور آداب و تعظیم کے ساتھ خدا کے حضور میں آویں اور حُسن تقدّس کے ساتھ اُسکو سجدہ کریں۔

دعا کے وقت خدا کی یہہ مرضی ہوتی ہی کہ آدمیوں کو برکت دے اور جب مستدعی کی بھی یہی مرضی ہوتی ہی تو اُس وقت خدا کی مرضی اور انسان کی مرضی یکساں ہوتی ہی دعا کرنا خدا کے آگے پسندیدہ کام ہی چنانچہ پاک کلام سے یہہ ثابت ہی۔ ہوسیع ۱۴: ۲ میں دعاؤں کو قربانیوں سے تشبیہہ دی ہی وہاں ہونٹوں کے بچھڑے (دعاؤں کو) کہا ہی۔ مکاشفہ ۵: ۸ میں دعاؤں کو خوشبو یا بخور سے تشبیہہ دی ہی۔ اعمال ۱۰: ۴ میں قرنیلیوس کے حق میں کہا گیا ہی کہ تیری دعائیں اور خیرات یادگاری کے لئے خدا کے حضور پہنچیں۔ پس جیسے بادشاہ اپنی رعیت کی نذر سے اور باپ اپنے بیٹے بیٹیوں کے کچھ مانگنے سے خوش ہوتا ہی ویسا ہی ہمارا وہ آسمانی باپ اپنے بیٹے بیٹیوں سے جب وے اُس سے دعا کرتے اور اپنا دل اُس کے آگے اُنڈیل دیتے ہیں نہایت خوش ہوتا ہی کیونکہ اُس نے کہا ہی کہ ای میرے بیٹے اور ای میری بیٹی اپنا دل مجھے دے۔

پھر دعا کرنے سے نہ صرف خدا کو خوش کرتے بلکہ آدمیوں کو بھی خوش کرتے اور فائدہ پہنچاتے ہیں ہاں ایسا کوئی طریقہ نہیں معلوم ہوتا کہ جس سے ہم دوسروں کو اتنا فائدہ اور نہایت آسانی سے فائدہ پہنچا سکیں جیسا دعاؤں سے اگر بیماروں کی عیادت کریں اور قیدیوں کی خبر لیویں تو صرف اُنہیں کی ہمدردی کرسکتے ہیں۔ اور اگر بھوکوں کو کھلائیں اور پیاسوں کو پلائیں اور محتاجوں کو خیرات وغیرہ دیں تو صرف غریبوں ہی کو فایدہ ہوتا ہی اور اگر ہم اوروں کو صلاح دیں یا وعظ و نصیحت کریں تو نادانوں ہی کو فائدہ پہنچتا ہی۔ اور پھر کمزوروں اور ناتوانوں کو سنبھالیں تو صرف اُنہیں کو فیض پہنچاتے ہیں لیکن دعا کرنے کے وسیلے سب قسم کے لوگوں کو فائدہ پہنچا سکتے ہیں۔ بیماروں کو دوا۔ بھوکوں کو غذا و قیدیوں کو رہائی۔ نادانوں کو دانائی۔ ناتوانوں کو توانائی۔ عالموں و فاضلوں کو الٰہی حکمت و عرفان کی معموری اور واعظوں و خادموں کو عالم بالا کی قوت کی بھرپوری اور کلیسیا کی بڑھتی۔ خدا کی بادشاہت کی ترقی وغیرہ وغیرہ صرف دعا ہی کا نتیجہ ہوسکتی ہیں علاوہ بریں دوسرے ہر ایک نیک کاموں کے لئے خاص موقعہ و خاص وقت درکار ہی لیکن دعا کے لئے کوئی خاص وقت نہیں ہر وقت کی جاسکتی ہی چنانچہ پولوس رسول رومیوں کو لکھتا ہی کہ خدا جس کی عبادت میں اپنی روح سے اُس کے بیٹے کی انجیل میں کرتا ہوں میرا گواہ ہی کہ کسی طرح میں بلاناغہ تمہارا ذکر کرتا اور ہمیشہ اپنی دعاؤں میں درخواست کرتا ہوں کہ اگر خدا کی مرضی میں ہو تو سفر بخیر کرکے تھوڑی مدت بعد تمہارے پاس آپہنچوں ۔ ۔ ۔ ۔ تاکہ کوئی روحانی نعمت تمہیں پہنچاؤں کہ تم مضبوط ہو جاؤ" (رومی ۱: ۹-۱۱) پھر وہی رسول ۱۔ تسلونیقی ۵: ۱۷ میں لکھتا ہی کہ نت دعا مانگو۔ اور افسی ۶: ۱۸ میں یوں فرماتا ہی کہ کمال آرزو و منت کے ساتھ ہر وقت روح میں دعا مانگو اور اُس کے لئے سب مقدسوں کے واسطے نہایت مستعد ہوکے اور منت کرکے جاگتے رہو۔ پھر خود ہمارے خداوند نے اپنے شاگردوں کو اس لئے کہ اُن کو ہمیشہ دعا میں لگے رہنا اور سُستی نہ کرنا ضرور ہی ایک تمثیل قاضی و بیوہ کی بابت سُنائی دیکھو لوقا ۱۸: ۱-۹۔ پھر ایک دوست کی تمثیل دیکھو لوقا ۱۱: ۵-۱۳ تک۔ تین شاگردوں کو فرمایا کہ جاگتے رہو اور دعا مانگو تاکہ تم امتحان میں نہ پڑو۔

مزید برآں جب ہم اوروں کو فائدہ پہنچانے



کے لئے کچھ بھی نہیں کرسکتے اور اگر وے ضد یا کینہ وبُغض ودشمنی کے سبب سے ہم سے کچھ لینا نہیں چاہتے تب بھی ہم دعا کے وسیلے سے اُن کو فائدہ پہنچا سکتے ہیں اور وے اُس فائدہ کا انکار نہیں کرسکتے پڑھو ساؤل کی دشمنی وکینہ وبُغض کا احوال بمقابلہ داؤد کی مہربانی ونیک سلوکی ہو اُس کی دعاؤں کا حال پھر دیکھو ساؤل کی بابت سموئیل کی دعاؤں کا بیان خاصکر وہ دعا جو اُس نے شریروں کے لئے مانگی کہ" میں جو ہوں ہرگز نہ ہووے کہ تمہارے لئے دعا مانگنے سے باز آ کے خداوند کا گنہگار ہووں (۱ سموئیل ۱۲: ۲۳) اُس نے یہہ دعا ناشکرگذاروں کے لئے مانگی جو کہ اُس کو نہ مانتے تھے۔ الغرض دعا دینی زندگی کا شروع اور اُسکا انجام ہی۔

ماسوا اس کے جو کچھ آسمان پر کیا جاتا ہی اُس کی نسبت ہم کو بہت تھوڑا علم ہی لیکن صرف اتنا جانتے ہیں کہ آسمان پر تمام شہید ونبی ومقدس وبزرگ لوگ دعا کرتے ہیں (مکاشفہ ۵: ۸)۔ پس جب کہ دعا ایک ایسا کام ہی کہ جس میں تمام کلیسیا جو روے زمین پر ہی اور وہ تمام جو آسمان پر ہی شریک ہی۔ اور جب کہ دعا مانگنا ایک ایسا مقدس کام ہی کہ اس میں فرشتے اور انسان شریک ہیں تو کیا یہہ مناسب وانسب نہیں کہ ہماری زندگی میں سے جتنا وقت دعا میں صرف کیا جائے وہ نہایت بیش قیمت مقدس ہی۔ اور اس طرح کی زندگی آسمانی اور روحانی طور سے گذرانی جاتی ہی۔ ملحوظ خاطر رہے کہ جب خدا خاص طور سے اپنے بندوں پر ظاہر ہوا ہی تو اکثر کرکے دعا ہی کے وقت ظاہر ہوا ہی مثلاً جب دانیل نبی نے دعا کی اور ابھی دعا ختم بھی نہ کرچکا تھا کہ بذریعہ جبرئیل اُس کا جواب دیا۔ (دانیل ۹: ۲۰ و ۲۱) پھر قرنیلیس کو دعا مانگنے کے وقت بھی خدا نے ظاہر ہوکر اُس کی ہدایت کی (اعمال ۱۰: ۳۰)۔ پس یہاں خداوند کا وہ فرمان کیسا صادق آتا ہی جو (یسعیاہ ۶۵: ۲۴) میں لکھا ہی کہ "پیشتر اُس سے کہ وے پکاریں میں جواب دونگا۔ اور وے ہنوز کہہ نہ چکیں گے کہ میں سُن لونگا۔"

[illegible]م جلوتی دعا

جیسے کہ مجمع سے [redacted] ویسا ہی جلوتی دعا خلوتی دعا سے اچھی ہی۔ خود خدا [redacted] سیح نے اپنے شاگردوں کو فرمایا کہ" میں تم سے کہتا [redacted] اگر تم میں سے دو شخص زمین پر کسی بات کے لئے میل کر [redacted] مانگیں وہ میرے باپ کی طرف سے جو آسمان پر ہی اُن کے لئے ہوگی"۔ اور وعدہ بھی کیا کہ جہاں دو یا تین میرے نام پر اکٹھے ہوں وہاں میں اُن کے بیچ ہوں (متی ۱۸: ۱۹ و ۲۰)۔ یہاں سے دعاء عمیم کی ضرورت ظاہر ہی۔ خداوند کی حضوری اسی پر موقوف ہی مگر شرط یہہ ہی کہ وہ دو یا تین میرے نام سے اکٹھے ہوں۔ میرے نام سے دعا ملکر کریں تب میں اُن کے بیچ ہوں۔ پس اگر ہم چاہتے ہیں کہ خدا ہمارے پاس آوے اور ہماری دعا سُنے اور ہمیں برکت دے تو آپس میں اکٹھے آنے سے باز نہ آویں جیسا کہ بعضوں کا دستور ہی (عبرانی ۱۰: ۲۵)۔ ہم یاد کریں کہ مسیح خداوند کے جی اُٹھنے کے بعد جب سب شاگرد جمع تھے تو توما اُن میں نہ تھا اور اس لئے اُس نے اپنے جی اُٹھے خداوند کو نہ دیکھا اِس برکت سے محروم رہا۔ اور اگر وہ پھر دوسری بار اُن میں اکٹھا نہ آتا تو نہ معلوم اُس کی بے ایمانی کیسی پشیمانی وہلاکت کا باعث ہوتی۔ پھر ملکے دعا کرنے سے زیادہ تاثیر ہوتی ہی چنانچہ مقدس پولوس رسول کی دعائیں بہت مؤثر نہیں مگر اُس نے بھی یہی سمجھا کہ اگر اور لوگ میرے ساتھ ملکر دعا میں شریک ہوں تو زیادہ تاثیر ہوگی چنانچہ اُس نے قرنتیوں کی طرف یوں لکھا کہ" تم بھی ملکے دعا سے ہمارے مددگار ہو تاکہ اُس نعمت کے سبب جو بہت سے لوگوں کی دعا سے ہم کو ملی بہت سے لوگ شکر بھی ہماری طرف سے کریں (۲۔ قرنتی ۱: ۱۱) پھر افسیوں کو یوں لکھا کہ" میرے واسطے بھی (دعا کرو) تاکہ مجھے کلام کرنے کی طاقت عنایت ہو کہ میرا منہہ بے پروائی سے کھل جاوے تاکہ میں اسی انجیل کے بھید کو جس کے لئے زنجیر سے جکڑا ہوا ایلچی ہوں ظاہر کروں کہ میں اُس کو بے دھڑک ایسا کہوں جیسا مجھے کہنا [redacted]ض ہی" (افسی ۶: ۱۹ و ۲۰)۔ نینوہ شہر کے لوگوں کو جس [redacted] نے ہلاک کرنے چاہا مگر جب بادشاہ و رعیت نے ملکر دعا کی [redacted] اُس کی بڑی تاثیر ہوئی خدا نے وہ دعا قبول کی اور [redacted] کو ہلاکت سے بچا لیا (یونہ ۳: ۱۰ آیت) ترتلیان صا[redacted] نے دعاء عمیم کی تاثیر کی نسبت یہہ لکھا ہی کہ" ہم گویا جوق جوق [redacted]ماعت کی جگہہ دعا کرنے کو آتے ہیں تاکہ گویا صف باندھکر ہم اپنی دعاؤں سے خدا کا گویا محاصرہ کریں اور خدا اِس سے خوش ہوتا ہی کہ ہم اُس پر ایسا زور دیں" جلوتی دعا کرنے سے ایک فائدہ یہہ ہوتا ہی کہ اوروں کی سرگرمی کے سبب سے ہمارے دلوں کو ترغیب دی جاتی ہی اور ہماری سرگرمی سے اوروں کو ترغیب پہنچتی ہی۔ چنانچہ داؤد فرماتے ہیں کہ" میں خوش ہوا جس وقت وے مجھے کہتے تھے آؤ خداوند کے گھر چلیں" (مزمور ۱۲۲: ۱) جس طرح آگ جب اُس کو دو تین جگہہ ملاکر جلاتے ہیں تو زیادہ شعلہ ہوتا ہی ویسے ہی جب سب ملکے دعائیں کرتے ہیں تو محبت کی آگ کا شعلہ زیادہ بھڑکتا ہی۔ اور خدا جو خود محبت ہی جب دعا کرنے والوں میں

ایسی سرگرم یگانگت و محبت کی رُوح دیکھتا ہے تو اُسی جماعت پر فضل پر فضل اور برکت پر برکت نازل کرتا ہے اِس لئے عبادتِ عام یا جلوتی دعاؤں میں شریک ہونے سے غفلت کرنی بہ نسبت خلوتی دعاؤں کے غفلت سے زیادہ گناہ ہے۔ دیکھو داؤد نے جو بڑا دعاگو اور عبادت کنندہ تھا اِس بات پر کیسا زور دیا کہ جماعت کے ساتھ ملکر دعا کرنی چاہئے۔ مزمور ۲۶: ۱۲ میں فرماتا ہے کہ میں مجمعوں میں یہوواہ کو مبارک کہونگا۔ مزمور ۳۴: ۳ میں کہ میرے ساتھ خدا کی بڑائی کرو ہم ملکے اُس کے نام کو بلند کریں۔ داؤد نے کیسا افسوس کیا جب اُس کو ہیکل میں آنے کا موقعہ نہ ملا اور دعا کی کہ اُس کو خداوند کے گھر میں رہنے کی اجازت ملے۔ کہ میر[illegible] خداوند سے ایک سوال کیا اُسی کا میں طا[illegible] کہ میں عمر بھر خداوند کے گھر میں سکون[illegible] تاکہ خداوند کے جمال کو دیکھوں اور اُس کی ہیکل [illegible] تحقیقات کروں" (مزمور ۲۷: ۴) پھر اُس [illegible] فرمایا کہ میں یہہ یاد کرتا ہوں اور اپنے میں اپنی [illegible] انڈیلتا ہوں اِس لئے کہ میں گروہ کے ساتھ ہوکے اُس گروہ کے ساتھ جو عید کے دن کو مانتی ہے خوشی کی آواز سے گاتا ہوا اور شکر کرتا ہوا خدا کے گھر میں جاتا تھا (مزمور ۴۲: ۴) پھر مزمور ۸۴: ۱ میں کہا ای لشکروں کے خداوند تیرے مسکن کیا ہی دلکش ہیں وغیرہ۔ دیکھو تمام مزمور۔

پس ای عزیزو اسی طرح ہم بھی خلوتی و جلوتی دعاؤں کو اپنی زندگی کا ایک دستور العمل بنا دیں اور اپنے لئے اور دوسروں کے لئے الہی برکات حاصل کریں۔ تاکہ خدا کا جلال ظاہر ہو۔ آمین۔

الراقم

جسونت سنگہ۔ ارکو نگدھ۔ ضلع شملہ

مشنری صاحبان کا نیا حامی

مشنری صاحبان کا تعلق ہندوستانی کلیسیا کے ساتھ بے شمار پہلو رکھتا ہے۔ اور ہر طبیعت کا آدمی اُس میں بعض پہلوؤں کو قابلِ اعتراض سمجھتا ہے اور بعض کو قابلِ تحسین۔ پھر ہر کس و ناکس اِس تعلق پر رائے دینا اپنا فرض سمجھتا ہے۔ بلا ریب ہر ایک شخص اپنی رائے کے اظہار کا حق رکھتا ہے لیکن بعض اوقات شخصی کشمکش[illegible] اصلی مدعا نظروں سے غائب ہو جاتا ہے چنانچہ یہی حال [illegible] سلسلہ مضامین میں ہے جو آج کل نورافشاں میں بعنوان [illegible] مشنری اور دیسی کلیسیا شروع کیا گیا ہے۔ مضمون [illegible] کے لحاظ سے یہہ سلسلہ محض لفاظی کا ایک مجموعہ ہے۔ اِس کے اول نمبر کو پڑھکر خیال پیدا ہوا تھا کہ اِس کا راقم کوئی مکتب کا نوپاس شدہ نوجوان ہوگا جس نے اب تک باسلیقہ کام کرنا نہیں سیکھا۔ دوسرے نمبر کو دیکھکر یہہ خیال زیادہ پختہ ہو گیا۔ ہرچند راقم اپنے آپ کو ایک مُسِن (اور قابلِ پنشن) شخص ظاہر کرتا ہے مگر منصفانہ کہنا پڑتا ہے کہ اِس بُڈھے کی رگوں میں اب تک سرحدی غازیوں کا سا خون جوش زن ہے اور کہ اُس میں بزرگوں کی سی سنجیدگی اور متانت (جو وہ اوروں کو سکھانا چاہتا ہے) اور حوصلہ اور ٹھنڈے کلیجہ سے کلام کرنے کی لیاقت ہی نہیں ہے۔ مثلاً ایک مسیحی شخص تو درکنار کوئی معمولی شریف آدمی بھی مخاطب کے ساتھ ایسے ناشائستہ طور پر کلام نہیں کریگا جیسا کہ راقمِ مضمون جابجا کرتا ہے۔

واہ رے یا تم کو اپنے سر کی قسم وغیرہ وغیرہ محاورات بازاریوں کا تکیہ کلام ہیں۔ پھر چرب زبانی اور نفسانی جوش وغیرہ بیسیوں ایسے غیر مہذبانہ الفاظ کا بے موقعہ استعمال یا جلاب کا غلیظ استعارہ کسی معزز تحریر میں لانے کے قابل نہیں ہیں۔ اِس سلسلہ مضامین سے یہہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ رسالہ مسیحی اور اُس کا ایڈیٹر راقم کی آنکھوں میں کھٹکتے ہیں۔ کیونکہ ناظرین باتمکین دیکھ سکتے ہیں کہ وہ کیونکر دانت کچکچا کر بے طرح جھپٹتا ہے اور جابجا سخت کلامی اور طنز بازی سے کام لیتا ہے۔ یہہ مسیحی بزرگوں کا شیوہ نہیں ہے۔ خواہ رسالہ مسیحی میں اور کسی قسم کا نقص ہو لیکن شاکر صاحب کی کتاب کے ترجمہ کو غلط سلط کہنا حد درجہ کی تعصب اور عناد پر دال ہے۔ خیر میرا مدعا نہیں کہ اِس رسالہ کی طرفداری میں قلم اٹھاؤں یا اُس کے ایڈیٹر کی حمایت میں راقم کو بُرا بھلا کہنے لگوں۔ یقیناً وہ میری ناقص امداد کے محتاج نہیں ہیں۔ میں اِس وقت فقط اِس سلسلہ مضامین کا موازنہ کر رہا ہوں کہ وہ کہاں تک مسیحی طرزِ تحریر کے پایہ سے گرا ہوا ہے۔ مجھے تعجب* ہے کہ نورافشاں کے کالموں کو ایسی طفلانہ تحریروں کا تختۂ مشق کیوں بنایا جاتا ہے۔ تمام منصف مزاج ناظرین میرے ساتھ متفق ہونگے کہ جب تک راقم تحمل اور سنجیدگی سے اپنی حجت پیش نہ کرے اُس کے مقابلہ میں کچھ لکھنا اپنے قیمتی وقت کو ضایع کرنا ہے۔ اور اِس قسم کی تحریروں سے کسی کی ذات کو فایدہ نہیں ہو سکتا۔ بلکہ جیسا میں نے اُوپر کہا اصلی مطلب ہی خبط ہو جاتا ہے۔

اگر مشنری صاحبان ایسے مضامین نویسوں کو اپنا حامی سمجھتے ہیں تو وہ سخت غلطی پر ہیں۔ دو ایک اور ایسے مضامین کے نکلنے پر وہ اپنے دوستوں کے ہاتھ سے پناہ مانگنا شروع کریں گے۔ رسالہ مسیحی کے ایڈیٹر صاحب سے بھی میری اِس قدر التماس ہے کہ جس خدمت کو آپ نے اپنے ذمہ لیا ہے خدا کا جلال مدِ نظر رکھ کر کرتے جایئے اور کسی کی مخالفت کی پروا نہ کریئے۔ بعض انسان کارِ خیر میں مخل ہونا ہمیشہ اپنا فخر سمجھتے ہیں ایسوں کے ساتھ دست بگریبان ہونا انسانیت سے بعید ہے۔ بقولِ شاعر؛ تواں کرد با ناکساں بدرگی۔ و لیکن نیاید ز مردم سگی۔ اسلئے اگر ایسی بیوقعت تحریروں کے جواب میں خاموشی اختیار فرمائیں تو بہتر ہو۔ ورنہ اُنکو اختیار ہے۔ راقم منصف مزاج۔

نوٹ*۔ صاحب منصف مزاج ہمارے ایڈیٹوریل نوٹ کو جو اول صفحہ پر درج ہے ذرہ ایک نظر دیکھئے۔ آپ کا مضمون بھی بلا کم و کاست درج ہے۔ ایڈیٹر

سے پہلے ازواج کے لئے مہر مقرر ہو چکا تھا اور جس آیت میں مہر مقرر ہونیکا ذکر ہی وہ سورہ نسار کی آیت ہی پس صاف پایا جاتا ہی کہ سورہ نسا کی آیت قبل آیات سورہ احزاب نازل ہو چکی تھی۔ مگر آنحضرت صلعم نے بعد نزول آیت سورہ نسار بھی عورتوں سے نکاح کیا۔ حضرت زینب بنت جحش سے جن کا ذکر خود سورہ احزاب میں ہی ۵ھ ہجری میں نکاح ہوا۔ اور اُس کے بعد بھی ۸ھ ہجری تک نکاح ہوتا رہا پس کیا وجہ ہی کہ آنحضرت صلعم نے بعد نزول آیت سورہ نسار کے جس میں چار ازواج کرنے کا حکم ہی اَور عورتوں سے نکاح کیا۔" اُس کے جواب میں آپ فرماتے ہیں کہ "اِس دلیل میں یہہ غلطی ہی کہ معترض نے یہہ سمجھا ہی کہ ازواج کے مہر کا تقرر اُسی وقت ہوا تھا جب کہ تحدید ازواج کا حکم سورہ نسار میں نازل ہوا ہی حالانکہ یہہ بات صحیح نہیں ہی عرب جاہلیت میں بہت سی باتیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی باقی تھیں ۔ ۔ ۔ ۔ نبوت کے بہت زمانہ بعد تحدید ازواج کا حکم نازل ہوا ہی پس سورہ نسار اور سورہ احزاب کی آیتوں میں مہر کے ذکر ہونے سے یہہ لازم نہیں آتا کہ جب تحدید ازواج کا حکم نازل ہوا اُسی کے ساتھ مہر کے مقرر کرنیکا بھی حکم ہوا ہو۔

دراصل سید صاحب نہ تو ہماری دلیل کو سمجھے اور نہ اپنا مطلب پوری طرح سمجھا سکے۔ ہم نے مہر کے تقرر پر کچھ نہیں کہا تھا صرف یہہ دکھلایا تھا کہ سورہ احزاب کی آیات میں کئی خاص باتیں حضرت کے لئے مباح ہوئی ہیں۔ مثلاً ہبہ نفس بلا مہر عورت لینا۔ وجوب قسم کا ساقط ہو جانا وغیرہ اور ایسی حالت میں کہا۔ قد علمنا ما فرضنا علیهم في ازواجهم وما ملکت ایمانهم۔ ہم کو معلوم ہی جو ٹھہرا دیا ہم نے اُن پر اُن کی عورتوں اور اُن کی لونڈیوں میں اب آپ بتائیں کہ قرآن میں وہ کون مقام ہی جہاں عورتوں اور لونڈیوں کی نسبت فرائض مسلمانوں کو بتائے ہیں؟ سورہ نسار ع میں ہی فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنی وثلث وربع فان خفتم الا تعدلوا فواحدة او ما ملکت ایمانکم ذلک ادنی الا تعولوا واتوا النساء صدقتهن نحلة" اِس آیت کے ٹکڑے ف اور د اور ا دسے ایسے وابستہ ہیں کہ کوئی اِنکار نہیں کر سکتا کہ یہہ ایک ہی حکم کے ٹکڑے ہیں اور سورہ احزاب میں جو ائے

جس سے مسلمان فایدہ نہیں اُٹھا سکتے تھے اُس کی بابت جو الزام آنحضرت پر آتا ہی اُس کو ہم نے ۲۵؎ میں بیان کیا ہی اُس کی تردید سید صاحب نہیں فرماتے۔ بغیر کسی ذمہ واری نکاح کے کسی نادان شہوت پرست عورت کو جس کی آنکھیں نفسانی خواہش نے اندھی کر دی ہوں (کہ جس فعل کی بے حیائی کا ذکر ہم ۲۵؎ میں کر چکے) اُس کو اپنی مدخولیت میں رکھ لینا۔ یہہ صرف حضرت کے واسطے خاص حکم ہی تمام مسلمانوں پر حرام۔ سید صاحب کا یہہ جواب کہ "یہہ امر کہ آنحضرت صلعم کو ایسی عورت سے نکاح کرنے کی اجازت دی گئی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ یہہ امر کچھ ایسا تہم بالشان نہیں ہی۔" ہم کو سخت تعجب میں ڈالتا ہی بھلا سید صاحب ہم کو سمجھا تو دیں کہ بجز شہوت رانی کی وسعت کے اِس میں اور کیا خوبی ہو سکتی ہی۔ اور خدا کا ایسے امر پر حکم کرنا اُس کی عظمت وجلال وتقدس کے کیونکر مناسب ہو سکتا ہی؟ اِس میں کون سی نیک مصلحت پوشیدہ ہی۔ آپ فرماتے ہیں "اِس سے کوئی امر بدگمانی کا نہیں پیدا ہوتا" ہم کہتے ہیں اِس سے تمام نیک گمان حضرت کی نسبت ساقط ہوتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں "خود عورت کا درخواست کرنا کہ میں بغیر کسی مہر کے نکاح میں آنا چاہتی ہوں اُن تمام بدگمانیوں کو رفع کرتا ہی" جیسے تمام معاہدے فریقین کے ایجاب وقبول سے ہوتے ہیں یہاں بھی بجنسہٖ ایسا ہی ہی اگر صرف عورت کی خواہش اُسکو پورا کردیتی اور حضرت مجبور ہوتے تو ضرور ہم حضرت کی ہمدردی کرتے اور اُسکو حضرت کے حق میں تنگی بتاتے مگر نہیں اِس میں طلب نکاح حضرت کیطرف سے دوسری شرط ہی ان اراد النبی ان یستنکحها اگر نبی ارادہ کرے کسی عورت کو نکاح میں طلب کرنے کا صاف ہی۔ عورت بے مہر جورو جب بننا چاہے جب حضرت بھی اُسکو جورو بنانا چاہیں۔ میں نہیں سمجھتا اِس سے کون سا شوشہ بدگمانی کا مٹ جاتا ہی اِس میں تو فریقین گندگی میں مبتلا ہونا چاہتے ہیں۔ عورت بے شرمی پر آمادہ ہی یہاں مرد بھی مستعد ہی۔ لقد همت به وهمّ بها۔

آپ ہم کو یہہ تو بتانے کی جرأت نہیں کرتے کہ کیوں حضرت کو ایسی فراخی اور اجازت عطا ہوئی بلکہ آپ یہہ بتاتے ہیں کہ کیوں مسلمانوں کو یہہ وسعت عطا نہیں ہوئی "عام مسلمانوں کو بھی ایسی اجازت دینا آیندہ کے بہت سے تنازعات کا باعث تھا جب کوئی عورت اپنے مہر کا دعوی کرتی تو شوہر کو اِس عذر کا بہت موقع ملتا کہ اُس نے اپنے نفس کو مجھ پر ہبہ کر دیا۔ یعنے بلا مہر میرے ساتھ نکاح



اِس آیت کے کسی دوسرے کی طرف اشارہ نہیں ہوسکتا۔ وہاں یہی بتلایا ہو کہ مسلمان اِس بات سے چوکنے نہوں کہ نبی کے لئے خاص حکم کیوں ہو اور کہیں وہ اپنے کو بھی نبی کی رعائت میں داخل نہ کرلیں اس لئے بتلادیا کہ مسلمانوں کو ہم نے پہلے جو حکم دیا اُن کے واسطے وہی ہو کہ چار رکھیں کہ وجوب قسم کا لحاظ کریں کہ مہر ہمیشہ ادا کریں اِسی لئے اُن کی بابت کہا ما فرضنا علیھم = آنحضرت کو اس کے برخلاف بتلایا کہ نہ چار کے پابند رہے۔ نہ مہر کو ضروری سمجھے۔ نہ وجوب قسم کا خیال فرمائے۔ پس تحدید ازواج یقینی طور اِس آیت سورہ احزاب کے قبل تھی اور اِس میں حضرت کو اُس سے مستثنیٰ کیا۔ اور یہاں ما فرضنا علیھم فی ازواجھم سے یہہ بھی معلوم ہوتا ہو کہ جو کچھ احکام و شرائع وغیرہ مسلمانوں کے واسطے عورتوں کے حق میں فرض ہوئے تھے وہ کل کے کل اُس وقت کے قبل بیان ہوچکے تھے وہ احکام وغیرہ غیر مکمل نہ تھے اور سید صاحب کا یہہ قول کہ "لفظ مآ سے مہر مراد ہو" نہ کچھ اور غلط محض ہو چنانچہ معتبر مفسرین کہتے ہیں کہ قد علمنا ما فرضنا علیھم (ای المومنین) فی ازواجھم من الاحکام بان لایزید واعلے اربع نسوۃ ولاتیزوجوا الا بولی وشھود ومھر جلالین۔ اور صرف اِسی جہت سے جو حکم محمد صاحب کو دیا اُس کو رعائیتی حکم بتلایا اور صاف کہدیا لکیلا یکون علیک حرج (ضیق فی النکاح تاکہ نکاح کے معاملہ میں تجھ پر کوئی تنگی نرہے جس طرح کہ مسلمانوں پر کچھ تنگی کی گئی ہو اور وہ تنگی یہی ہو کہ چار سے زاید نہ ہوں۔ کچھ عدل ضرور ہو بلا مہر نہ ہو۔ سید صاحب اس آیت کے معنے میں بھی غیر واجبی تصرف فرماتے ہیں "اس لئے کہدیا کہ تم کو (اے محمد) اِس میں کچھ تردد لینے دل میں کچھ دھکڑ پھکڑ نہ رہے تفسیر ابن عباس میں لفظ حرج کی تفسیر میں لفظ ماثم لکھا ہو وہ بالکل ٹھیک ہو مگر لفظ حرج سے اِس مقام پر سہولیت اور آسانی مراد لینا ٹھیک نہیں"

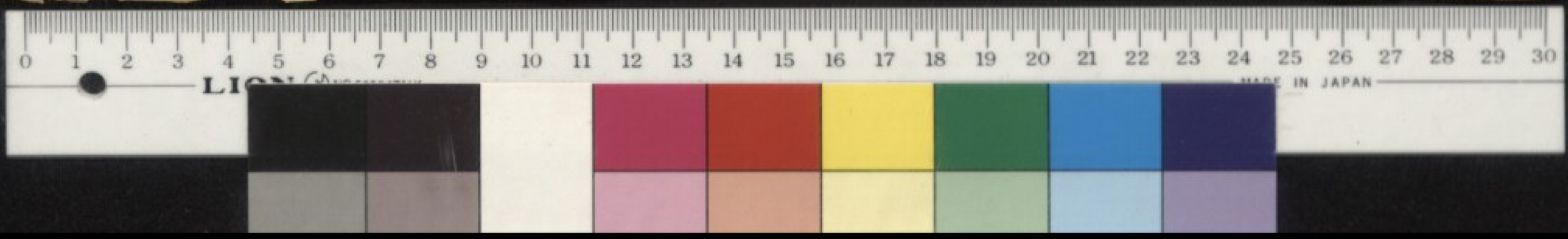
اگر سید صاحب کے معنے درست ہوں تو یہہ مہمل مراد ہوگی کہ گو خدا کا صاف حکم محمد صاحب کو بغیر مہر نکاح کرنے کا تھا تاہم آپ کو "تردد لینے دل میں کچھ دھکڑ پھکڑ" باقی تھا اور وہ رفع نہیں

ہوتا تھا تاوقتیکہ رفع تردد کا علیحدہ حکم نہ آیا ورنہ ہمارے معنے میں وہ حکم دیگر گویا خدا کہہ رہا ہو کہ محمد دیکھو میں تمہارے لئے کیسا آسان حکم دے رہا ہوں اور تم پر سے وہ تنگی جو تمام مسلمانوں کے لئے عام ہو دور کر رہا ہوں۔

اب سید صاحب حضرت کے نکاح بلا مہر پر سے الزام دفع کرنے کی کوشش کرتے ہیں آپ سورہ نسار آیت ۲۶، ۲۷ اور احزاب آیت ۴۹ کو پیش کرکے فرماتے ہیں "اِن دونوں آیتوں میں جو حکم مسلمانوں کے لئے ہو اور جو حکم آنحضرت صلعم کے لئے ہو اس میں بجز اس حکم کے (کہ کوئی مسلمان عورت اگر اپنا نفس پیغمبر کو ہبہ کردے) اور کسی میں کچھ فرق نہیں ہو بلکہ آنحضرت صلعم کی نسبت رشتہ داروں سے نکاح کرنے میں یہہ قید زیادہ لگی ہوئی ہو کہ جنہوں نے آنحضرت صلعم کے ساتھ ہجرت کی ہو حالانکہ مسلمانوں کو رشتہ دار عورتوں سے نکاح کرنے میں یہہ قید نہیں"

دراصل رشتہ داروں سے نکاح کرنا اور نہ کرنا یہہ نہ کوئی فراخی ہو اور نہ تنگی حضرت کی رشتہ دار عورتوں کا دایرہ وسیع نہ تھا جو تھیں اُن میں اکثر نکاح کرنے کے قابل نہ تھیں۔ اور جو قابل ہوسکتی تھیں وہ مسلمان نہ تھیں اُن سے نکاح ہو ہی نہ سکتا تھا۔ پس ہجرت کی قید لگادینے سے حضرت کا مقصود صرف کچھ اِسی قسم کا ہوسکتا تھا کہ جو ناپسند رشتہ دار عورتیں مسلمان ہوچکی ہیں جن سے نکاح کرنا لطف سے خالی تھا وہ کہیں حضرت کی زوجیت میں آنے کی آرزو نہ کریں اور پھر بے مروتی کرنا پڑے۔ پس دراصل اس قسم کی قید لگاکر حضرت نے اپنے تئیں بے قید رکھنا چاہا۔

ہم نے کہا کہ رشتہ داروں سے نکاح نہ کرنا کوئی تنگی کا باعث نہیں ہوسکتا جن قوموں میں مثل ہنود کے تمام رشتہ خواہ کتنی ہی دُور کیوں نہ ہوں حرام ہیں اُن کو بھی کوئی تنگی نہیں ہوتی۔ پس حضرت کو اس سے کیا تنگی ہوسکتی تھی رشتہ کے دایرہ کے باہر کیسے کیسے لطف تھے صفیہ یا جویریہ یا ماریہ اُن کے مقابل کوئی رشتہ دار حضرت کی تھی کہ جس کے چھوڑ دینے سے اُن کو کوئی تنگی ہوئی ہوتی؟ مگر حضرت پر فراخی ضرور تھی اور بہت بڑی۔ وہ ہبہ نفس کا مسئلہ تھا



مُتفرقات

منٹگمری والہ

یہہ ایک گاؤں کا نام ہے۔ جو سرکار کی طرف سے مسیحیوں کو جھنگ بار میں دیا گیا ہے۔ چونکہ کرنل منٹگمری صاحب کمشنر محکمہ بندوبست پنجاب کی کوشش اور مہربانی سے ملا ہے اِس واسطے صاحب ممدوح کے اسم مبارک پر اِس گاؤں کا نام منٹگمری والہ رکھا گیا ہے۔

اِس گاؤں میں چک نمبر ۲۴۴ اور ۲۴۵ کی زمین ۲۶۰ بگہہ ہے شامل ہے۔ جو راجباہ درشاناں نہر جھنگ برانچ پر واقع ہے۔ اُس کا تھانہ گوجرہ تحصیل و ضلع جھنگ ہے۔ اور ڈاکخانہ موچی والہ۔

جھنگ سے ۱۷ میل کے فاصلہ پر۔ لائل پور سے ۲۴ میل گوجرہ اور موچی والہ سے ۷۔۷ میل کے فاصلہ پر ہے ریلوے سٹیشن گوجرہ کا جب نئی ریلوے لاین کھل جاوے تو یہاں سے ۷ میل کے فاصلہ پر ہوگا۔ بنگلہ نہر دھولڑ عین اِس گاؤں کے مقابل۔ اور راجہ رسالو کا قلعہ جو دھولڑ کے نام سے مشہور ہے ۲ میل کے فاصلہ پر ہے۔

پنجاب کے مختلف علاقوں سے مسیحی کاشتکار جاکر آباد ہوگئے ہیں۔ چونکہ فی الحال نیا کام ہے اِس واسطے مسیحیوں نے فی الحال درختوں کے نیچے ہی ڈیرہ جما لیا ہے۔ اُن کا نہ کوئی گھر ہے نہ جھونپڑی۔ اِس لئے آسمان کے نیچے عبادت کرتے۔ اور از حد خوش ہیں۔ ابھی تک وہ مشن کے اُوپر بوجھ تھے لیکن اب خود کماکر کھانے لگے ہیں۔ ہر ایک مسیحی کو ۲۰ بگہہ زمین دی گئی ہے۔ اگر وہ ۵ سال کے اندر اُس کو آباد کر لیوے تو وہ موروثی ہوجاویگا۔

۹ فی الحال اِس گاؤں وغیرہ کا انتظام پادری ڈگر صاحب کے ذمہ ہے جنہوں نے بڑی مہربانی سے اِس گاؤں کے متعلق سب قسم کی تکلیف کو اپنے ذمہ لیا ہے ہمیں امید ہے کہ جو مسیحی مختلف جگہوں سے آکر یہاں آباد ہوگئے ہیں ہر طرح سے کوشش کرکے اس زمین کو جلدی آباد کریں گے۔ تاکہ جو بدنامی مسیحیوں کی ہوا کرتی ہے کہ وہ سُست ہیں وہ دور ہوجاوے۔ اور آیندہ کے لئے گورنمنٹ کا مسیحیوں کی طرف نیک خیال ہوجاوے۔ اِس گاؤں کو آباد کرنا صرف اُنہیں لوگوں کا فرض نہیں ہے جو منٹگمری والہ میں جاکر بسے ہیں بلکہ وہ مسیحی جو دوسری جگہوں میں سکونت کرتے ہیں اُن کا فرض بھی ہے کہ وہ اُن کے لئے دعا کریں۔ اور ہر طرح سے اُن کی امداد کریں۔ امید ہے کہ ہمارے مسیحی بھائی ایک دو سال کے اندر اپنے پاؤں پر کھڑے ہوجاوینگے۔

گاؤں مذکورہ بالا کے لئے مفصلہ ذیل کمیروں اور کارندوں کی ضرورت ہے یعنے۔ لوہار ۱ ترکھان ۱ حجام ۱ موچی ۱ بہشتی ۱ دھوبی ۱ کمہار ۱ دوکاندار ۱ تیلی ۱ چوکیدار ۱ +

جو لوگ وہاں جاکر آباد ہونا چاہیں وہ راقم کے ساتھ خط و کتابت کریں۔ مسیحیوں کو دوسروں پر ترجیح دیجاویگی۔

صرف وہی لوگ درخواست کریں جو دیہات کے باشندے ہوں۔ اور دیہات میں رہنا پسند کرتے ہوں +

جنڈیالہ
ضلع امرتسر
۲۲ اگست ۱۸۹۹ء

وارث الدین

بتاریخ ۱۲۔ اگست ۱۸۹۹ء ۹ بجے دن کے ایک بدمعاش جناب پنڈت اندر نراین صاحب تحصیلدار اٹاوہ کی خدمت میں آیا۔ اور کہا۔ کہ میں صاحب مجسٹریٹ بہادر اٹاوہ کا۔ خانساماں ہوں۔ صاحب بہادر ممدوح نے ایک تولہ سونا۔ اور اچھا کاریگر سونار منگایا۔ اور بلایا ہے۔ میم صاحبہ کا سونے کا بٹن ٹوٹ گیا ہے۔ تحصیلدار صاحب نے سونا منگا کر لچھمن پرشاد اپنے اردلی کو سونا دیکر۔ اور سونار کو ساتھہ اُس بدمعاش کے کردیا۔ اور کہدیا کہ سونا بجنسہٖ پرشاد اردلی کی معرفت صاحب کلکٹر بہادر کی خدمت میں پہنچا دینا۔ یہہ تینوں صاحب کلکٹر بہادر کے بنگلہ پر پہنچے۔ وہ دھوکہ باز باہر بنگلہ کے دونوں کو بٹھا کر صاحب کلکٹر بہادر کی خدمت میں پہنچ کر کہنے لگا کہ میں صاحب سپرنٹنڈنٹ بہادر کا خانساماں ہوں۔ اُنہوں نے تحصیلدار صاحب کی معرفت سونا منگایا ہے صاحب بہادر نے فرمایا کہ۔ وِل سپرنٹنڈنٹ صاحب کے پاس لے جاؤ۔ پھر بار شاطر دونوں یعنے چپراسی اور سونار ندکور ہمراہ لیکر صاحب سپرنٹنڈنٹ بہادر کے احاطہ میں چپراسی اور سونار کو بٹھا۔ اور سونا ہاتھہ پر اُچھالتا ہوا بنگلہ کے اندر پہنچا۔ بل وے تیری ہمت۔ اور صاحب سپرنٹنڈنٹ بہادر سے کہا کہ میں صاحب کلکٹر بہادر کا خانساماں ہوں۔ صاحب بہادر کے سونیکے بٹن ٹوٹ گئے ہیں نمونہ کے واسطے آپ کے بٹن منگائے ہیں۔ یہہ سونا ہے۔ اور وہ سونار ہے۔ سونار کو دکھا کر بنوائے جائیں گے۔ صاحب سپرنٹنڈنٹ بہادر نے فرمایا کہ ابھی ہمارا اسباب کھولا نہیں گیا۔ (کیونکہ اٹاوہ میں نووارد تھے) دو گھنٹے بعد آکر لیجانا۔ تو کہنے لگا صاحب بہادر مجھہ پر خفا ہونگے۔ آپ چٹھی لکھدیجئے۔ صاحب سپرنٹنڈنٹ بہادر نے چٹھی لکھدی۔ پھر کیا تھا یہہ دوڑتے ہوئے آئے۔ اور چپراسی تحصیل کو چٹھی دکھا کر کہا کہ تم بیٹھے رہو۔ میں چٹھی پڑھا لاؤں یہہ کہکر چمپت ہوا۔ یہہ گیا۔ وہ گیا۔ ہائے آنکھوں میں سے کاجل نکال لے گیا۔ اب پولیس حیران و پریشان خاک چھانتی پھرتی ہے۔ فقط۔

عبدالحمید۔ از اٹاوہ۔

ملکوں اور شہروں کی مختصر خبریں

بنگلور اگست ۲۰ - ۱۶ اگست کو شہر کے مختلف حصص میں طاعون کی ۴۷ واردات اور ۴۶ اموات کی رپورٹ کی گئی ہے۔

بمبئی اگست ۲۲ - سنیچر کے روز ۲۶ واردات اور ۲۷ اموات اور اتوار کے روز ۱۷ واردات اور ۲۷ اموات کی رپورٹ ہوئی ہے۔

لندن اگست ۲۲ - اُس سرکاری مراسلے جس میں منیلا کے مطیع ہونے کی بالتفصیل خبر درج ہو کر واشنگٹن میں پہنچا ہے ظاہر ہوتا ہے کہ صرف منیلا کا شہر اور وہ فوج جو اُس جگہہ مقیم تھی مطیع ہوا ہے۔ یہہ صاف طور سے اُس مراسلہ میں درج ہے کہ اہل سپین باعزت مطیع ہوئے ہیں۔

منیلا میں رُخ بہت بُرا ہو رہا ہے۔ کئی سو باغیوں نے بغاوت کی ہے اور شہر میں داخل ہونے کی کوشش کرتے ہیں۔ باغیوں کے سرغنہ نے بمبۂ پانی پر قبضہ کیا ہوا ہے اور پانی کا اندر جانا بند کر دیا ہے۔ شہر پانی کے باعث بہت تنگ آیا ہوا ہے۔ جنرل اینڈرسن نے باغیوں کے سرغنہ سے خط و کتابت کرنے کا بندوبست کیا ہے۔

لندن اگست ۲۲ - گریٹ برٹن نے سپین کو مطلع کیا تھا کہ جو قلعہ بندی حال میں جبرالٹر کے گرد نواح میں کی گئی ہے وہ ان دونوں ملکوں یعنے گریٹ برٹن اور سپین کے باہمی دوستانہ اتحاد کے شایاں نہیں ہے۔ اِس پر سپین نے تمام بارٹیوں اور فوجوں کو واپس طلب کر لیا ہے۔

پونہ - اگست ۲۲ - آغا ہاشم شاہ کے قتل کی نسبت اور کچھ زیادہ معلوم نہیں ہوا ہے۔ افواہ ہے کہ پیشی کے وقت بہت گل کھلیں گے۔

آگرہ اگست ۲۲ - ایک جوان شخص کیمل نامے نے اپنے آپ کو آگرہ کی پولیس کا ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ ظاہر کیا تھا اور دیہات میں جا کر گاؤں والوں سے روپیہ لینا شروع کیا تھا۔ گرفتار کیا گیا اور اب اُس کو ایک سال قید سخت ہوئی ہے۔ یہہ قیدی اپیل کرنے والا ہے۔

بمبئی اگست ۲۳ - کل وبا سے ۲۸ واردات اور ۲۸ اموات کی رپورٹ ہوئی۔

کلکتہ اگست ۲۲ - اتوار کو دو تازہ واردات اور ایک موت کی رپورٹ کی گئی۔

لندن اگست ۲۳ - یہہ ظاہر ہوتا ہے کہ پریذیڈنٹ مکنلی صرف جزیرہ لیوزن کے رکھنے کا طرفدار ہے۔ لیکن فلپاین کی آیندہ کی نسبت اب تک کوئی قطعی فیصلہ نہیں ہوا ہے۔

کل اور تیرہ ۱۳ ٹرپ سان فرانسسکو سے منیلا کو روانہ ہوئے لیکن بعد ہی ایک تیز جہاز اُن کو واپس لانے کے لئے روانہ کیا گیا۔

سب سے پچھلے مراسلات آمدہ از واشنگٹن رپورٹ کرتے ہیں کہ پورٹو ریکو میں امریکہ کی فوجوں کے درمیان بیماری بڑھتی جاتی ہے ایک ہزار سے زیادہ آدمی ہوائی بخار اور اسہال سے گرے ہوئے ہیں اور کئی ایک ٹائیفائیڈ بخار سے بیمار ہیں۔

لندن اگست ۲۳ - مسٹر ریوڈس کثرت آرا سے نماکوالینڈ کے ممبر مقرر کئے گئے ہیں۔

لندن اگست ۲۳ - سردار کی محکومہ فوج اومڈرمن کی طرف پچیس میل بڑھ گئی ہے۔ ملک زرخیز لیکن ویران پایا گیا ہے اور متمہ کی گلیاں مُردہ لاشوں سے بند پڑی ہیں۔

لندن اگست ۲۳ - برٹش امریکن اور کینیڈین کمشنروں کی ایک کانفرنس آج کیوبک میں منعقد ہونے والی ہے۔ امریکہ اور کینیڈا کے معاملات کی نسبت گفتگو ہوگی انگلینڈ اور امریکہ کے اخبار اُس کانفرنس کی ضرورت پر زور دے رہے ہیں۔

بمبئی اگست ۲۴ - طاعون کی ایک واردات پی اور او نامی جہاز "بلارٹ" پر ہوئی۔ جب وہ کولمبو میں پہنچا تو جہاز پر ایک خلاصی واردات کی رپورٹ ہوئی اور جہاز کو گیلے کی جانب روانہ ہونے کا حکم ہوا جہاں کہ بیمار اُتار اگیا اور وہاں کے طاعون کے ہسپتال میں لے جایا گیا جو خاصکر اسی مطلب کے واسطے بنایا گیا ہے۔ وہ ۴۴ گھنٹے بعد مر گیا جہاز اپنے سفر پر چین کو روانہ ہوا۔

الہ آباد اگست ۲۳ - پائونیر رنگون سے خبر سنتا ہے کہ سر فریڈرک فرائر نے گورنمنٹ آف انڈیا کے روبرو یہہ تجویز پیش کی ہے کہ اپر برما نان ریگیولیشن صوبہ نہ رہے ضروری آئین بندی کی جائیگی تاکہ یہہ تبدیلی وقوع میں آوے۔

بمبئی اگست ۲۴ - وبا سے اموات کے شمار میں پچھلے ہفتہ میں ترقی پائی جاتی ہے۔ کل ۳۷ واردات اور ۲۲ اموات کی رپورٹ وبا سے کی گئی ہے۔

لندن اگست ۲۴ - باغیوں کے سرغنہ کی بغاوت کی نسبت جو خبریں آئی ہیں اُن میں مبالغہ کیا گیا ہے۔ منیلا میں باغی محض اپنے ہتھیار حوالہ کرنے سے انکار کرتے ہیں جب تک اُن کو پوری تسلی نہ ملے کہ امریکہ کی حفاظت میں لئے جاوینگے۔

منیلا میں اہل امریکہ اور باغیوں کی ایک کانفرنس ہوئی۔ باغیوں نے ظاہر کیا کہ ہم امریکہ والوں کے ساتھ شریک ہو

مضامین المبتدئین

شہیدوں کے مُلک سے فریاد

اہل آرمینیا کے دُکھ کا حال جو اُن پر ترکی ظالموں کے سبب سے مدّتوں سے ہو رہا ہو اگر یہاں بیان کیا جائے تو قصہ طویل اور دردناک ہو جائیگا۔ پر اب جان کنی کا آخری قطرہ انڈیلا جا چُکا ہو اور پیالہ لبریز ہو۔ اُن کی قوم میں سے کسی کا قول ہو "اُس بربادی بخش ظلم اور قتل پر جو بہت مدّتوں سے پھیلا ہوا ہو موجودہ ناقابل ذکر تکلیفوں کو اسلامی سلطنت کی متعصبانہ سختی نے اضافہ کیا"۔

معلوم ہوتا ہو کہ پہلا قتل جون سنہ ۱۸۹۴ء میں ہوا تھا۔ اس تاریخ سے یہہ کارروائی تمام ملک میں ستمبر سنہ ۱۸۹۶ء تک ہوتی رہی۔ یہہ مدت شمار کریں تو دو سال تین مہینے ہوتے ہیں۔ تب سے ایک سال نو مہینوں تک قتل عام تو نہیں ہوا پر کئی ایک خفیہ خون ہوئے۔ بہت سے بے گناہ آدمی زنداں میں ڈالے گئے اور متواتر غارتگری۔ لُوٹ مار اور ظلم ہوتا رہا۔

وہ جنہوں نے موت کے ڈر سے عیسوی مذہب کا انکار کرکے اسلام قبول کیا نہیں مارے گئے۔ وے اب تک زندہ ہیں۔

تمام قسم کے لوگ جو گشت وخون کے موقعوں پر مارے گئے ہم سے بعید ہو کہ شہدا کا مبارک نام اُن میں سے ہر ایک کو دیں۔ پر ایک بڑی جماعت جو ہمارے قیاس سے زیادہ ہو ایسی ہو جن کو بلا تکلف یہہ نام دینا چاہئے۔ مرد عورت اور بچّے جو قتل ہوئے اور اکثر ستائے گئے "پر چھٹکارا قبول نہ کیا" پر اس نام کا جس کو ہم پیار کرتے ہیں اقرار کرتے رہے اور اس کا انکار کرکے زندگی کو خریدنے سے مُنکر رہے۔ اُن کو اکثر موقع ملا بلکہ زور سے کہا گیا۔ اور اُنہیں بتلایا گیا کہ چند مختصر لفظ کہنے سے یا صرف ایک اُنگلی اُٹھانے سے مان لیا جائیگا کہ اسلام کا اقرار ہو گیا اور جان بخشی کی جائیگی۔ اور کئی ایک مثالیں یاد آتی ہیں۔ ایک شہر میں ترکوں نے وہاں کے سب باشندوں کو ایک گرجہ میں بند کر دیا۔ ایک رات کی مہلت دی کہ اس عرصہ میں موت یا اسلام جس کو چاہو پسند کرو۔ پہلے پہل بعض متردد ہوئے اور ایک نے کہا "کیا مسیح مجھ سے کچھ ناراض ہو جائیگا اگر میں اپنی ایک اُنگلی کو اُٹھا کر اپنی جان بچالوں"؟ دوسرے نے کہا "میں بھی ایسا ہی کرونگا نہ اپنے لئے بلکہ اپنی بیوی اور بچّوں کے لئے کیونکہ معلوم نہیں اُن کا کیا حال ہوگا"۔ تب ایک پادری نے جو اُن کے درمیان تھا بآوازِ بلند اِن کو کہا "اپنے خداوند پر ایمان قایم رکھو"۔ رات بھر وہ اُنہیں حوصلہ دلاتا رہا۔ نصیحت کرتا اور اُن کے ساتھ دعا مانگتا رہا۔ اور مسیح اپنے اُن لوگوں کے ساتھ بیشک تھا۔ اِس لئے جب صبح ہوئی اور تُرکوں نے دروازہ کھولا ہر شخص مسلّح مسلمانوں کی دوہری قطار سے چُپ چاپ چلا گیا اور مرنا قبول کیا +

خیر۔ جو مر چُکے آرام میں تو ہیں پر بہت سے قیدی تُرکوں کے حرم کردو نکے دیہاتوں میں ابھی تک زندہ ہیں اور موت سے بھی بدتر حالت میں ہیں۔ یا اپنی مصیبتوں میں اِن لوگوں کی طرح آوارہ پھرتے ہیں جو موت کے خواہاں ہوں اور اُنہیں موت نہ آتی ہو۔

یہہ مصیبت ہو ہم ان کی مدد کر سکتے ہیں۔ خاصکر عورتیں۔ عیسائی عورتیں اُن شہیدوں کی بیواؤں اور یتیموں کی مدد کر سکتی ہیں۔ جنہوں نے ہمارے دین کے لئے جان دی۔ اُن کے بچّوں کی مدد ہم سے یوں ہو سکتی ہو کہ اُن کو عیسائی مدرسوں اور گھروں میں جمع کریں جہاں وہ اپنے باپ دادوں کے خدا کی خدمت کرنا اور محبت کرنا سکھائے جائیں۔ وہ جو اس طرح سے اب تک جمع کئے گئے ہیں افسوس! کہ تمام گروہ کے مقابلہ میں وہ بہت تھوڑے ہیں۔ پر وہ دلچسپ میلان اچھے خیالات کی طرف ظاہر کرتے ہیں۔ ہر ایک بچّے کے پاس ایک دردانگیز کہانی ہو۔ جو طفلانہ برداشت سے باہر ہو۔

مشنری لوگوں نے کئی ایک یتیموں کو اپنے پاس جمع کیا ہو اور اُنہیں یتیم خانوں میں رکھا ہو۔ یہہ مشنری کہتے ہیں کہ اکثر رات کو کوئی نہ کوئی بچّہ روتا ہوا جاگ پڑتا ہو۔ اور کہتا ہو کہ تُرک اُس کے ماں باپ کو مار رہے ہیں اور تھوڑی دیر میں ساری خوابگاہ میں رونے اور سسکیوں کی آواز سنائی دینے لگتی ہو۔ اور باوجود اس کے کچھ عرصہ ہوا کہ یتیم خانے کے لڑکے اپنے اُستاد پاس آئے اور کہا کہ ہم کو اجازت دی جائے کہ اپنے کھیل کے وقت کچھ روپیہ کمایا کریں تاکہ کسی چینی بچّے کی مدد کریں چین کا کیوں خیال کریں جب کہ خود اُن کے چھوٹے بھائی بہن اب تک بے گھر آوارہ پھر رہے ہیں؟ وہ ہمیں جواب دینگے کہ اِس لئے چین کے بچّے غیر قوم ہیں۔ اور مسیح کو جاننا تکلیف اُٹھانا جیسا کہ اُنہوں نے اور اُن کے باپ دادوں نے اُٹھائی بہتر ہو بہ نسبت اُس کے کہ مسیح کے نام سے ہرگز آشنائی نہ ہو۔ کیا اِس بات کو خیال میں لانا وحشتناک نہیں ہو کہ ایسے ہزاروں بچّے ابھی تک آوارہ پھر رہے ہیں جن کی کسی کو پروا نہیں اور اپنے خطروں کے درپیش ہیں جو ہم بتلا نہیں سکتے؟ اور ہماری چھوٹی بہنیں جنہوں کی حالت ایسی ہو رہی ہو کہ بیان سے باہر ہو!

عرفہ کے قتل میں تُرکوں نے ایک نوجوان سے جس کے والدین اِس سے پہلے قتل ہو چُکے تھے کہا "تم نوجوان ہو۔ اور ابھی تمہاری بہت سی عمر باقی ہو۔

کیوں اسے بسر کرنا نہیں چاہتے ہو؟ مسلمان ہوجاؤ اور زندہ رہو"۔ وہ اُن کے سامنے سیدھا کھڑا ہوگیا اور جواب دیا "کیا میں اپنے باپ اور ماں سے جنہیں تم نے مار ڈالا ہے اور جنہوں نے مجھ کو راستی کی راہ سکھائی بہتر ہوں؟ نہیں۔ میں مسلمان نہیں ہونگا۔ میں مسیح اپنے خداوند کے لئے مرونگا"۔ اُنہوں نے اُسے ۱۷ کاری زخم لگائے اور اُسے مردہ جانکر چھوڑ گئے۔ لاشوں کے درمیان سے گرتا پڑتا وہ چلا اور مشن کی کوٹھیوں کی طرف آیا اور وہاں فرش پر مرنے کے لئے لیٹ گیا۔ جب وہ وہاں دُکھ اور کمزوری میں پڑا تھا۔ ایک اور لڑکا روتا پیٹتا بڑی گھبراہٹ میں وہاں آیا اُس نے پوچھا کیا ہوا"۔ میں نے اپنے خداوند کا انکار کیا" اُس نے کہا اور اپنی خوفناک کہانی سُنائی۔ "اُنہوں نے میری ماں و باپ کو مار ڈالا اور میری بہن کا سر کاٹ کر اُس سے گیند کھیلا اور اُنہوں نے مجھ سے کہا کہ وہ میرے ساتھ بھی ایسا ہی کریں گے اگر میں مسلمان نہ ہوجاؤں۔ پس میں نے اپنی گھبراہٹ میں اُن کا کہا مانا۔ ہائے!" اُس نے زار زار رو کر کہا "کیا مسیح مجھے معاف کریگا؟" تب اُس لڑکے نے جو قایم رہا تھا اپنی کمزور آواز سے کہا "مسیح تو تمہیں معاف کریگا۔ لیکن **تم نے ایک اچھا موقع ہاتھ سے جانے دیا ہے"۔**

چاہیے کہ اِن باتوں سے عبرت پکڑیں۔ اگر ہم جو مسیح کو پیار کرتے ہیں اُس کے اُن اعضا کی جو مصیبت میں ہیں مدد نہ کریں مسیح ہمیں معاف تو کریگا۔ کیونکہ وہ ہماری ناراستیوں پر رحم کریگا اور ہمارے گناہوں اور بدیوں کو پھر یاد نہ کریگا۔ پھر تو بھی ہم نے ایک عمدہ موقع ہاتھ سے جانے دیا۔ کیا پڑھنے والے کسی طرح کی مدد خواہ کیسی چھوٹی کیوں نہ ہو نہ کریں گے؟ اِس ایڈرس پر فرینڈس آف آرمینیا۔ ۴۷ وکٹوریہ سٹریٹ۔ ویسٹ منسٹر۔ لنڈن۔

راقم۔ ایل۔ طلایم الدین

ابنِ حُور

اے ٹیل آف دی کرائیسٹ

فی زمانہ تھوڑے سے لوگ رہ گئے ہیں (خصوصاً شہری مسیحیوں میں) جو انگریزی زبان سے ناآشنا ہوں۔ بلکہ بعض گھروں میں تو انگریزی مادری زبان ہوتی جاتی ہے۔ باوجودیکہ زبان ایسی ترقی کررہی ہے۔ تاہم سینکڑوں اور ہزاروں مسیحی ہنوز ہندوستان میں ہیں۔ جو انگریزی سے محض نابلد ہیں۔ اور زبان کی بے علمی کی وجہ سے اُس کی لٹریچر کی خوبیوں سے بے نصیب رہتے ہیں۔ مگر ہماری خوش قسمتی سے پنجاب ریلجس بک سوسائٹی نے انگریزی کتابوں کو اُردو میں ترجمہ کر کے شائع کرنے کا سلسلہ جاری کردیا ہے۔ جس کی وجہ سے نہائت عمدہ اور کارآمد کتابیں ہم کو دیکھنی نصیب ہوتی ہیں۔ مسٹر موہن لال اور مسٹر فضل نے جو کتابیں روحانی ترقی کے واسطے ترجمہ کیں۔ جیسے فضلِ الٰہی۔ یادِ محبوب۔ دعا کی تعلیم۔ طریقِ تسلیم وغیرہ۔ وہ ایسے روحانی خزانے ہیں کہ روحانی آدمی کی جان ہیں۔ اور کلیسیا کو اُن سے بہت ہی فوائد حاصل ہوئے ہیں۔

اِس سلسلہ میں مذکورہ عنوان کی کتاب ہے۔ اُس کے مترجم سے ناظرین ضرور واقف ہونگے وزیرآباد مشن سکول کے ہیڈ ماسٹر مسٹر حرمی ہیں۔ یہہ کتاب ابنِ حور اُس تواریخی سلسلہ کی ایک عجیب وغریب کہانی ہے جیسے شہزادہ بن داوُد۔ مگر۔ ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر است۔ ترجمہ کے حُسن قبحہ سے تو غرض نہیں۔ سب جانتے ہیں کہ ماسٹر صاحب اعلے درجہ کے مترجم ہیں۔ اُنہوں نے اور بھی کئی کتابیں ترجمہ کی ہیں۔ ابنِ حور حال ہی میں ترجمہ کی ہے۔ جو پنجاب ریلجس بک سوسائٹی کی مہربانی سے چھپکر شائع ہوگئی ہے۔ ہم شکرگذار ہیں۔

اِس کتاب کا سلسلہ عجیب وغریب مجوسیوں کے بیان سے شروع ہوکر خداوند یسوعؑ کے مصلوب ہونے تک عجیب بیان ہے۔ ایسا دلچسپ تذکرہ ہے۔ کہ شروع کر کے پھر چھوڑنے کو جی نہیں کرتا۔ اِس میں یہودی قوم کی طبیعت رُومی حکومت کی سختی اور انتظام کا خاکہ ایسا کھینچا ہے۔ کہ میں کیا بیان کروں۔ پڑھنے پر منحصر ہے۔ ابنِ حور اور اُس کے خاندان پر جو سختیاں اور مصیبتیں گذریں کلیجہ پھٹتا ہے۔ ابنِ حور کی ماں اور بہن کا کوڑھی ہونا۔ اور کھجور کے ہفتہ میں خداوند یسوعؑ کا اُن کو پاک وصاف کرنا۔ نہائت دردناک واقعہ ہیں۔ ابنِ حور کی مسیح کی مدد کے واسطے رومی حکومت کے خلاف فوج کا تیار کرنا عجیب بیانات ہیں۔ ناظرین کیا آپ نے ابھی تک اِس کتاب کو دیکھا ہے یا نہیں؟ اگر نہیں دیکھا۔ تو ضرور دیکھئے۔ آپ پڑھئے۔ دوستوں کو دیجئے۔ غیر اقوام دوستوں کو تحفہ دیجئے۔ چار سَو بارہ ۴۱۲ صفحہ کی کتاب ہے۔ نہایت خوشخط اور اعلیٰ درجہ کے کاغذ پر چھپی ہے۔ باوجود اتنے بڑے حجم کے قیمت صرف آٹھ آنہ ہے۔ اِس کتاب کا دوسرا نام مسیح موعود کی داستان ہے۔ جس سے آپ کو پتہ لگ سکتا ہے۔ کہ اِس کتاب میں کیا بیان ہوگا۔

راقم
واعظ

نارتھ ویسٹرن ریلوے

فروخت کے لئے پُرانے لوہے کی ریلیں

لمبائی۔ چوڑائی۔ نرخ اور پہنچانے کی شرائط وغیرہ کی نسبت چیف سٹورکیپر۔ این۔ ڈبلیو۔ ریلوے لاہور سے خط وکتابت کرو۔

پادری۔ اے۔ ایچ۔ یوئنگ صاحب۔ ایڈیٹر و منیجر اخبار نور افشاں کیواسطے۔ امریکن مشن پریس لودیانہ میں۔ ایم۔ وائلی کے اہتمام سے چھپا۔